جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تالیف: سید محمد علوی مالکی مکی (مکہ مکرمہ)
ترجمہ
یٰس اختر مصباحی
رضوی کتاب گھر دہلی ٦
Razavi Kitab Ghar
423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6

نام کتاب (عربی) : حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف

مؤلف : سید محمد بن علوی بن عباس حسنی مالکی مکی

ترجمہ بنام : جشن میلادالنبی ﷺ

مترجم : یس اختر مصباحی

طبع اول (عربی) : ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء

طبع ثانی (اردو) : ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء مبارکپور

طبع ثالث " : ۱۹۸۸ء مبارکپور

طبع رابع : ۱۹۹۰ء مبارکپور

طبع خامس : ۱۹۹۶ء مبارکپور

طبع سادس : ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء دہلی

ناشر : رضوی کتاب گھر، دہلی

رابطہ کا پتہ

رضوی کتاب گھر۔ 423 مٹیا محل۔ جامع مسجد۔ دہلی 6

فون: 3264524

ہماری برانچ آفس

رضوی کتاب گھر۔ ۱۱۴ غیبی نگر، بھیونڈی ۴۲۱۳۰۲

ضلع تھانہ۔ مہاراشٹر ---- فون: 33289

فہرس

تعارف مصنف

انوار و تجلیات ربانی کے مرکز اولین اور کعبۃ اللہ کی مقدس سرزمین مکۃ المکرمہ جس کی خاک سے اسلام کے ایسے بیشمار اہل علم اور باکمال فرزند پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی بے مثال اور قابل صد رشک حیات و خدمات کے جمال و رعنائی سے تاریخ کے ہزاروں صفحات روشن و تابناک کر دیے اور ان کے لیے مسلمانوں کے قلوب آج بھی جذبہ احترام و عقیدت سے لبریز ہیں۔

چودھویں صدی ہجری کی ایک مشہور اور بزرگ شخصیت حضرۃ الشیخ سید علوی بن عباس مالکی علیہ الرحمۃ والرضوان کا شمار بھی ان ہی اکابر علماء و مشائخ دین میں ہے جنہوں نے اپنے وسیع حلقۂ تدریس و ارشاد سے ایک عالم کو مستفید و فیض یاب فرمایا۔ اور ان کے تلانذہ و مسترشدین عالم اسلام کے مختلف حصوں میں علم و حکمت کی دولت اور عشق و عرفان کی نعمت تقسیم کر رہے ہیں۔

مکہ مکرمہ کے جلیل القدر عالم حضرت سید محمد بن علوی مالکی آپ کے نامور فرزند اور مسند درس و ہدایت کے وارث و امین ہیں۔ زیر نظر کتاب موصوف کے ایک وقیع مقالے کا ترجمہ ہے اور یہاں آپ ہی کا ایک مختصر تعارف مقصود ہے۔

نسب نامہ : سلسلہ نسب یہ ہے جو ستائیس واسطوں سے رسول مقبول ﷺ تک پہنچتا ہے۔ محمد الحسن بن علوی بن عباس بن عبدالعزیز بن عباس بن عبدالعزیز بن محمد بن قاسم بن علی بن عربی بن ابراہیم بن عمر بن عبدالرحیم بن عبدالعزیز بن ہارون بن علوش بن مندیل بن علی بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ادریس بن عبداللہ الکامل بن الحسن المثنیٰ ابن الحسن السبط بن علی زوج السیدۃ فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ (۱)

---

(۱) الطالع السعید المنتخب من المسلسلات والاسانید۔ مطبع سحر جدہ

ولادت و تعلیم : آپ کی ولادت مکہ مکرمہ ہی میں ہوئی۔ اسی مقدس سرزمین پہ نشوونما پائی اور یہیں تعلیم و تربیت ہوئی۔ مسجد حرام کے تعلیمی حلقوں سے استفادہ کیا۔ مدرسۃ الفلاح اور مدرسہ تحفیظ القرآن مکہ مکرمہ میں بھی تعلیم پائی۔

اساتذہ : آپ کے مشہور اساتذہ اور شیوخ یہ ہیں:

(۱) السید علوی بن عباس المالکی، المتوفی ۱۳۹۱ھ
(۲) الشیخ محمد یحییٰ بن الشیخ امان، المتوفی ۱۳۸۷ھ
(۳) الشیخ محمد العربی بن التبانی، المتوفی ۱۳۹۰ھ
(۴) الشیخ حسن بن سعید الیمانی، المتوفی ۱۳۹۱ھ
(۵) الشیخ محمد الحافظ التیجانی المصری، شیخ الحدیث بمصر۔ المتوفی ۱۳۹۸ھ
(۶) الشیخ حسن بن محمد المشاط، المتوفی فی شہر شوال ۱۳۹۹ھ
(۷) الشیخ محمد ابراھیم ابوالعیون شیخ الطریقۃ الخلوتیہ
(۸) الشیخ عبداللہ بن سعید الحجی
(۹) الشیخ محمد نور سیف بن ہلال (۱)

محنت، جدوجہد، ذکاوت و فطانت، اور علمی استعداد و صلاحیت کے لحاظ سے زمانہ تحصیل میں تمام ہم درس طلبہ پر آپ کو فوقیت و برتری حاصل تھی۔ اسی لیے اپنے والد ماجد کے حکم پر ختم ہونے والی ہر درسی کتاب کا دوسرے طلبہ کو درس بھی دیا کرتے تھے۔ مشق و ممارست، علم سے فطری مناسبت اور خداداد لیاقت و صلاحیت ہی کا فیضان تھا کہ آپ آگے چل کر حضرت شیخ علوی کے سچے جانشین ثابت ہوئے۔

وقد تعینت مدرساً رسمیاً فی کلیۃ الشریعۃ سنۃ ۱۳۹۰ھ بعد وفاۃ الوالد بثلاثۃ ایام اجتمع علماء مکۃ فی دارنا و کلفونی بالتدریس فی مقام الوالد فی المسجد الحرام ۔ ولازلت مستمداً بفضل اللہ و عونہ (۲)

---

(۱) ص: ۶ ایضاً
(۲) ص: ۱۴ ایضاً

اپنے ذوق تحقیق کی تسکین نیز علمی اداروں کی دعوت پر اب تک دنیا کے مختلف ممالک کا آپ نے سفر فرمایا۔ حرمین طیبین کے کتب خانوں اور علمی شخصیتوں سے استفادہ، اپنے موضوع پر کامل تحقیق و تفحص، نیز علمی اجتماعات سے خطاب اور ان میں مقالات پیش کرنے کے لیے شام، الجزائر، تونس، مصر، مراکش، انڈونیشیا، ہندوستان، برطانیہ، کناڈا وغیرہ کے متعدد دورے کر چکے ہیں۔ ان تمام جگہوں پر آپ کی زبردست پذیرائی ہوئی اور احترام و عقیدت کی نظروں سے دیکھا گیا۔

تصانیف: گوناگوں مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کے کام سے بے حد دلچسپی ہے اور اب تک پچیسوں کتابیں آپ کے قلم سے نکل کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ جنہیں دانشور اور تعلیم یافتہ طبقوں میں خاصی مقبولیت حاصل ہے اور اپنے اپنے موضوع پر انہیں بیش قیمت اضافہ تصور کیا جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل کتابیں خود میری نظر سے گزر چکی ہیں:

(۱) زبدة الاتقان فی علوم القرآن ۔ مطبوعه دارالاحسان، قاہرہ ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء

(۲) حول خصائص القرآن ۔ مطبع سحر جدہ ۱۴۰۱ھ

(۳) القواعد الاساسیه فی علم مصطلح الحدیث۔ جدہ ۱۴۰۲ھ

(۴) المنهل اللطیف فی اصول الحدیث الشریف۔ جدہ ۱۴۰۲ھ

(۵) الانسان الکامل

(۶) مختصر فی السیرة النبوة لابن الدیبع (تخریج و تعلیق) جدہ ۱۴۰۲ھ

(۷) حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف ۱۴۰۲ھ

(۸) فی رحاب البیت الحرام ۔ جدہ ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء

(۹) فضل الموطا و عنایة الامة الاسلامیه به۔ مکہ مکرمہ ۱۳۹۸ھ

(۱۰) فی سبیل الهدیٰ والرشاد۔ جدہ ۱۴۰۱ھ

(۱۱) قل هذه سبیلی۔ مدینہ منورہ ۱۴۰۲ھ

(۱۲) الدعوة الاسلامیة ۔ مکتبة الغزالی دمشق ۱۴۰۱ھ

(۱۳) ذکریات و مناسبات ۔ دمشق ۱۴۰۱ھ

(۱۴) المستشرقون بین الانصاف و العصبیة۔ جدہ ۱۴۰۲ھ

(۱۵) ادب الاسلام فی نظام الاسرة۔ جدہ ۱۴۰۱ھ

(۱۶) الطالع السعید، المنتخب من المسلسلات والاسانید۔ جدہ

(۱۷) کشف الغمة فی اصطناع المعروف ورحمة الامة ۔ جدہ ۱۴۰۱ھ

آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں پوری محنت و جستجو کے ساتھ اس کا پورا پورا حق ادا کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ اور رب تبارک و تعالیٰ انہیں کامیابیوں سے نوازتا بھی ہے۔ اپنی ایک تصنیف "فضل المؤطا" کی تکمیل کے لیے جتنی ریاضت اور لگن سے مواد کی فراہمی کا کام کیا اس کے بارے میں خود تحریر فرماتے ہیں۔

ثم لما تم العزم شمرت عن ساق الجد وشرعت فی ذالك بدون توقف لایقطعنی عن الکتابة والمراجعة والبحث حضر ولاسفر لکثرة اسفاری فکتبت فصولا بمصر ومکة المکرمة والمدینة المنورة والطائف والمغرب و تونس والشام (۱)

حرمین طیبین اور عالم اسلام میں آپ کو بے پناہ قدر و منزلت حاصل ہے۔ علماء و مشائخ آپ کی مؤثر مذہبی حیثیت اور جلالت شان کے قائل و معترف ہیں۔ جامعہ ازہر قاہرہ کے ایک مشہور استاذ حدیث شیخ محمد محمد ابوزھو آپ کی دینی و علمی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

فان مؤلف هٰذا السفر الجلیل هو العلامة الفاضل الشیخ محمد علوی المالکی احد العلماء النابهین والشیوخ الاجلة الذین لهم شغف بخدمة السنة النبویة و عنایة کبیرة باحادیث رسول صلی الله علیه وسلم (۲)

علم و فضل کے ساتھ عشق و محبت نبوی علیٰ صاحبها الصلوٰة والتسلیم کے وارث و امین، عظمت انبیاء و مرسلین کے علمبردار، اولیاء و صلحاء امت کی جلالت شان کے

(۱) ص: ۱۳۔ فضل المؤطا۔ مطبعة السعادة مکة المکرمہ ۱۳۹۸ھ۔ ۱۹۷۸ء (۲) ص: ۵۔ ایضاً

قدر شناس اور ان کی تعظیم و تکریم کے داعی و مبلغ بھی ہیں۔

اسلاف کرام کی شان میں انگشت نمائی اور زبان درازی کرنے والوں سے سخت نفرت رکھتے ہیں اور انہیں ان کی غلط حرکتوں سے باز رکھنے کی کوشش بھی فرماتے ہیں۔ خصوصاً اپنے دامن سے وابستہ ہونے والے کو یہ تلقین کرتے ہیں:

وایاك ثم ایاك ان تطلق لسانك فی اعراضهم فانك ان فعلت ذالك فقد تظاهرت لهم بالعداوة و قد قال الله تعالیٰ فی الحدیث الصحیح القدسی (من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنة بالحرب) و قال بعض العارفین "اذا ابتلیٰ العبد بمعاصی الله ابتلاه بالوقیعة فی اولیاء الله" ومن هنا قال بعضهم "لحوم العلماء مسمومة و عادة الله فی منتقصیهم معلومة" (۱)

۱۳ر ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ کو بعد نماز مغرب راقم سطور اور صدیق محترم مولانا افتخار احمد قادری نے آپ کے دولت کدے پر حاضری دی۔ شفقت و محبت اور کرم خاص سے نوازا مبارک محفل نعت و میلاد آراستہ تھی جو روزانہ کا معمول ہے۔ سعودی، یمنی اور انڈونیشی مسلمان شریک تھے۔ عربی نعت خوان جھوم کر نعتیں پڑھ رہے تھے اور رحمت و نور کی بارش ہو رہی تھی۔ اختتام محفل سے پہلے ہم دونوں کو اپنی تصنیفات عنایت کیں۔ اور بہت سی اسانید و مسلسلات کی تحریری اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

ریاض واپس آنے پر احقر نے آپ کے نام ایک عریضہ ارسال کیا جواب میں جو کرمنامہ موصول ہوا اسی کے ترجمہ پر اس مختصر تعارف کا اختتام ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد علوی المالکی ۲۳/۲/۱۴۰۳ھ

خادم العلم الشریف بالبلد الحرام

حضرۃ المکرّم الشیخ محمد یسٓ حرسہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد

(۱) ص: ۱۱۲۔ الطالــــع السعیــــد

آپ کا کرمنامہ ملا۔ جس سے بے پناہ خوشی ہوئی۔ اللہ آپ کو برکتیں عطا فرمائے۔ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور امت مسلمہ کے لیے آپ کو نفع بخش بنائے۔ آمین

جن جلسوں اور کانفرنسوں میں مجھے مدعو کیا گیا یا جن میں میں نے شرکت کی وہ بکثرت ہیں۔

مشہور کانفرنسیں یہ ہیں:

(۱) الملتقی الاسلامی۔ ہفتم۔ الجزائر

(۲) جشن تعلیمی (دارالعلوم) ندوۃ العلماء لکھنؤ (ہند)

مقالات پیش کرنے اور اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے دنیا کے مختلف علاقوں سے مجھے دعوت ملی۔ مثلاً:

(۳) مرکز اسلامی۔ جاکرتا۔ انڈونیشیا (۴) مرکز جمعیات اسلامیہ۔ کناڈا۔ (۵) ندوۃ الامام مالک فاس۔ مراکش (۶) موتمر علماء مالکیہ۔ لندن (۷) موتمر علماء مسلمین۔ مالابار، ہند۔

(بین الاقوامی) مقابلہ قرآن حکیم، حکومت سعودی عرب کی تین (۱) بار صدارت کی۔ پھر معذرت کردی۔ رابطہ عالم اسلامی کے ثقافتی مواقع پر، پہلے خطاب کے لیے دس سال تک شرکت کی۔

میں نے اپنی بیشتر کتابیں آپ کو اور شیخ افتخار (احمد قادری) کو دے دی ہیں۔

اس وقت مسجد حرام میں جن کتابوں کا درس دے رہا ہوں ان کے اسماء یہ ہیں: صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، بلوغ المرام، مؤطا مالک، المشکاۃ اور تفسیر قرآن۔

والد محترم کی ولادت ۱۳۲۸ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ان کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

(۱) ابانۃ الاحکام شرح بلوغ المرام (۲) نیل المرام شرح عمدۃ الاحکام (۳) فیض

(۱) رئیس لجنۃ التحکیم الدولیۃ فی مسابقۃ القرآن الحکیم العالمیۃ ۱۳۹۹ھ ۱۴۰۰ھ ۱۴۰۱ھ

الخبیر فی اصول التفسیر (۴) المواعظ الدینیۃ (۵) نفحات الاسلام۔

میرے اساتذہ بہت ہیں۔ مشہور یہ ہیں (۱) میرے والد سید علوی عباس مالکی (۲) شیخ عمر حمدان (۳) شیخ محمد حبیب اللہ سنقیطی (۴) شیخ محمد علی مالکی (۵) شیخ عبدالقادر شلبی مدنی (۶) شیخ محمد عبدالباقی ایوبی لکھنو ثم مدنی۔

اور بہت سے ہیں جنہیں اپنی ایک مخصوص کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کی مراجعت کی جائے ھذا وباللہ التوفیق ودمتم

جشن میلاد النبی ﷺ : شیخ موصوف کے مقالے "حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف" کا اردو ترجمہ بنام: جشن میلاد النبی ﷺ مسلمانان ہندو پاک کی خدمت میں حاضر ہے تاکہ وہ اس کا مطالعہ کرکے میلاد نبوی کی اصل حقیقت اور اس کی عظمت و برکت سے آگاہ رہیں اور پیدا کیے جانے والے بیجا اختلافات اور پھیلائی جانے والی بدگمانیوں سے اپنے ذہن صاف رکھیں۔

الحمد للہ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، طائف، جدہ اور دیگر بلاد عرب میں پورے اہتمام کے ساتھ محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد ہوتا ہے جس میں ہر رنگ و نسل کے مسلمان شریک ہوکر برکات دارین سے نفع اندوز اور سعادت کونین سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

رب کائنات اس سلسلۂ خیر و برکت کو تاحشر باقی رکھے۔ تمام مسلمانان عالم کو اپنے محبوب و مصطفےٰ ﷺ کی سچی محبت عطا کرے۔ اسلام و ایمان کی قندیلیں روشن رکھنے کی توفیق بخشے اور اپنے بے پایاں فضل و کرم سے نوازے۔ آمین یا ارحم الراحمین بجاہ حبیبک و رسولک سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

اختر الاعظمی۔ ریاض

جمعۃ المبارک۔ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محفل میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں کافی چہ میگوئیاں ہیں اس معاملے میں گفتگو اس قصیدہ کی طرح ہے جس کا ہر سال شہرہ اور چرچا ہو اور جو ہر موسم میں پڑھا جائے یہاں تک کہ لوگ اس سے اکتا جائیں۔

میرا اور دوسرے مسلم دانشوروں کا ذہن اس وقت جس طرف متوجہ ہے وہ اس سے کہیں زیادہ اہم اور بڑی چیز ہے اس لیے میں اس موضوع پر کچھ لکھنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن جب بہت سے مسلمانوں نے اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ میری رائے جاننی چاہی جس کا اظہار نہ کرنا کتمان علم ہوتا تو میں نے اس موضوع پر لکھنا شروع کیا۔ مولیٰ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ سارے مسلمانوں کو حق و صواب کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بنیادی وضاحت : محفل میلاد شریف اور اس میں شرکت کے جواز کی دلیلیں بیان کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل مسائل کی وضاحت بہتر سمجھتا ہوں۔

اول : ہم اس کے قائل ہیں کہ محفل میلاد شریف منعقد کرنا، سیرت نبوی (ﷺ) سننے، صلوۃ و سلام پڑھنے اور آپ کی نعتیں سننے کے لیے اجتماع کرنا، اس موقع پر کھانا کھلانا، اور امت کے قلوب میں مسرت پیدا کرنا بلا شبہ جائز ہے۔

دوم : کسی ایک ہی مخصوص شب میں جلسۂ میلاد مذکور کو ہم سنت نہیں کہتے ہیں بلکہ جو اس کا اعتقاد رکھے اس نے دین میں ایک نئی بات پیدا کی۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے ذکر و فکر اور آپ کی محبت سے دلوں کا ہمہ وقت اور ہر لحظہ لبریز رہنا ضروری ہے۔

ہاں! آپ کی ولادت کے مہینے میں لوگوں کی توجہ اور چھلکتے ہوئے جذبات و احساسات کے اسباب و دواعی زیادہ مضبوط اور قوی ہوتے ہیں کیوں کہ زمانہ ایک

دوسرے سے مربوط ہوتا ہے۔ موجودہ موقع کو دیکھ کر لوگ گزشتہ کو یاد کرتے ہیں اور حاضر کو پاکر غائب کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

سوم: یہ محافل واجتماعات، دعوۃ الی اللہ کا بہت بڑا ذریعہ ہیں اور یہ ایک سنہرا موقع ہے جس کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے بلکہ علماء و مبلغین پر فرض ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق و آداب، احوال و کردار، اور عبادات و معاملات کے ذریعہ امت کو آپ کی یاد دلاتے رہیں انہیں نصیحت کریں۔ انہیں خیر و فلاح کی دعوت دیں۔ اور بلاء و آزمائش، منکر و بدعت، اور شرور و فتن سے ڈراتے رہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ہم مسلمانوں کو اس کی دعوت دیتے ہیں اس میں حصہ لیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ:

اے لوگو! ان اجتماعات سے محض اجتماعات و مظاہر مقصود نہیں بلکہ یہ ایک نہایت اچھے مقصود کے لیے ایک بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ اور وہ مقاصد فلاں اور فلاں ہیں۔ اور جو اس سے اپنے دین کے لیے کچھ نہ حاصل کرے وہ میلاد مبارک کی برکتوں سے محروم ہے۔

جواز محفل میلاد النبی کے دلائل

(۱) جشن میلاد النبی ﷺ ذات محمدی ﷺ کے تعلق سے اظہار مسرت و خوشی کا نام ہے جس سے کافر بھی مستفید ہوا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ ہر دوشنبہ کے روز ابو لہب کا عذاب کم کردیا جاتا ہے کیوں کہ جب اس کی لونڈی "ثویبہ" نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تولد کی خوشخبری دی تو ابو لہب نے اسے آزاد کردیا تھا۔

اسی واقعہ کے سلسلے میں حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی بیان فرماتے ہیں۔

اذا کان ھٰذا کافرا جاء ذمہ
ب "تبت یداہ" فی الجحیم مخلدا
اتیٰ انہ فی یوم الاثنین دائما
یخفف عنہ للسرور باحمدا
فما الظن بالعبد الذی کان عمرہ
باحمد مسرورا و مات موحدا

جہنم میں ہمیشہ رہنے والا جس کی مذمت میں "تبت یدا" ہے جب اس کے بارے میں یہ آیا ہے کہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت پر خوش ہونے کے سبب دوشنبہ کے روز ہمیشہ اس کا عذاب کم کردیا جاتا ہے تو اس بندے کے سلسلے میں کیا خیال ہے جس کی پوری زندگی احمد مجتبیٰ ﷺ کی محبت میں مسرور و سرشار رہی ہو اور وہ توحید کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا ہو۔

(۲) نبی کریم ﷺ اپنے یوم میلاد کی تعظیم کیا کرتے اور اس روز اپنے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت کبریٰ اور اس کائنات کے لیے اپنے وجود مبارک کے احسان

پر اس کا شکر بجا لایا کرتے تھے کیوں کہ اس سے ہر مخلوق خدا کو عزت و سعادت ملی۔

اس تعظیم کا اظہار روزہ رکھ کر کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دوشنبہ کے روزے کے سلسلے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

فیه ولدت و فیه انزل علی (۱) میں اسی روز پیدا ہوا اور اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

یہ جشن میلاد منانے کا مرادف ہے۔ ہاں صورت البتہ مختلف ہے۔ لیکن مقصود و مفہوم وہی ہے۔ خواہ وہ روزے رکھ کر ہو، یا کھانا کھلا کر، یا ذکر کے لیے اجتماع کر کے۔ یا آپ پر درود بھیج کر، یا آپ کے خصائل و عادات مبارکہ سن کر، ہر ایک میں وہی بات پائی جاتی ہے۔

(۳) آپ کی ذات مبارکہ پر خوشی منانا تو حکم قرآن سے مطلوب ہے۔ ارشاد باری ہے:

قل بفضل الله و برحمته فبذالك فليفرحوا (۲) تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رحمت پر ہمیں خوشی منانے کا حکم دیا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ تو عظیم ترین رحمت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنك الا رحمة للعلمین (۳) اور ہم نے تمہیں سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

(۴) نبی کریم ﷺ گزرے ہوئے عظیم مذہبی واقعات و حوادثات سے حالیہ زمانہ کے تعلق کا لحاظ فرماتے۔ اس لیے جب وہ زمانہ آئے جس میں یہ واقعات پیش آئے تھے تو یہ ان واقعات کی یاد اور ان کے ایام کی تعظیم کا موقع ہوتا ہے۔ ان دنوں کی تعظیم، ان سے متعلق واقعات کی وجہ سے ہے۔ اس لیے کہ وہ ایام ان کا ظرف ہیں اور انہیں ایام میں وہ واقعات پیش آئے ہیں۔

---

(۱) کتاب الصیام۔ صحیح مسلم شریف (۲) رکوع ۱۱ سورہ یونس پ ۱۱ (۳) رکوع ۶ سورۂ انبیاء پ ۱۷

نبی کریم ﷺ نے خود یہ قاعدہ متعین فرمایا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں تصریح فرمائی کہ جب آپ مدینہ پہنچے اور یہودیوں کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے دیکھا تو اس کے بارے میں آپ نے استفسار فرمایا۔ لوگوں نے کہا کہ یہودی اس لیے روزہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کو نجات بخشی اور ان کے دشمن کو غرق فرمایا۔ تو اس نعمت پر شکر ادا کرنے کے لیے اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: ہم تو موسیٰ علیہ السلام سے ان سے زیادہ قریب ہیں۔ پھر آپ نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

(۵) میلاد کی محفل عہد رسالت میں نہیں ہوا کرتی تھی اس لیے یہ بدعت تو ہے۔ لیکن بدعت حسنہ ہے۔ کیوں کہ دلائل شرعیہ اور قواعد کلیہ کے تحت یہ داخل ہے۔ اس لیے یہ صرف اپنی ہیئت اجتماعی کے اعتبار سے بدعت ہے۔ اپنے افراد کے اعتبار سے نہیں کیوں کہ اس کے افراد عہد نبوی میں بھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ انشاء اللہ ہم جلد ہی بیان کریں گے۔

(۶) میلاد شریف صلوٰۃ و سلام کا سبب ہے۔ یہ دونوں امر مطلوب ہیں لقولہ تبارک و تعالے، ان الله وملائكته يصلون على النبى يايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

جو چیز مطلوب شرعی کا باعث ہو وہ خود مطلوب شرعی ہے۔ اور آپ پر درود بھیجنے کے اتنے فوائد و فیضانات ہیں جن کے مظاہر انوار اور جن کے آثار کا شمار کرانے سے قلم عاجز ہو کر محراب بیان میں سجدہ ریز ہے۔

(۷) میلاد شریف کی محفلیں آپ کی ولادت شریفہ، معجزات جلیلہ اور سیرت طیبہ کے حالات و تذکرے، نیز آپ کے فضائل و شمائل سے روشناس کرانے پر مشتمل اور ان کا سبب و ذریعہ ہوا کرتی ہیں۔ تو کیا ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے کہ ہم حضور کو پہچانیں، ان کی اتباع کریں، ان کے افعال و اعمال کی پیروی کریں؟ حضور کے معجزات پر ایمان لائیں اور ان کی آیات بینات کی تصدیق کریں؟ کتب

میلاد یہی مطلوب و مقصود مکمل طور پر پورا کرتی ہیں۔

(۸) آپ کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف کاملہ بیان کرنے کا جو فرض ہم پر عائد ہوتا ہے وہ اس محفل میلاد کے ذریعہ پورا ہوتا ہے۔ خود نبی کریم ﷺ کے پاس شعراء اپنے قصائد لاتے تھے جن کا یہ عمل آپ پسند فرماتے تھے اور انہیں انعامات اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔

تو جب آپ اپنے مداحوں سے خوش ہوتے تھے تو اس شخص سے کیوں نہ خوش ہوں گے جو آپ کی مقدس عادات و خصائل کو منتخب کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اس میں تو آپ کی محبت ورضامندی کی تحصیل کے ساتھ آپ کا قرب بھی حاصل ہوتا ہے۔

(۹) آپ کی عادات وشمائل اور معجزات و خوارق کی معرفت آپ پر کمال ایمان اور اضافۂ محبت کی داعی ہے کیونکہ یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ جو صورت و اخلاق، علم و عمل، حال و اعتقاد میں جمیل ہو وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل اور کامل و مکمل کوئی نہیں اور نہ اخلاق و عادات کریمہ میں کوئی انسان آپ سے افضل ہے۔ تو جب اضافۂ محبت اور کمال ایمان شرعاً مطلوب ہیں تو جو چیز ان کی داعی ہو وہ بھی اسی طرح مطلوب ہے۔

(۱۰) نبی کریم ﷺ کی تعظیم مشروع ہے۔ اور مسرت وشادمانی، دعوت طعام، جلسہ ذکر و منقبت اور اکرام فقراء و مساکین کے ذریعہ آپ کے یوم ولادت کی خوشی منانا تعظیم و ابتہاج کا نمایاں مظہر ہے اور اس امر پر شکر خداوندی کا روشن نمونہ بھی کہ اس نے ہمیں اپنے دین مستقیم کی ہدایت دی اور ہمارے اندر حضور کو مبعوث فرما کر ہم پر احسان عظیم فرمایا۔

(۱۱) یوم جمعہ کی فضیلت اور اس کی خصوصیات کے شمار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "وفیہ ولد ادم" سے اس دن کی تکریم متحقق ہوتی ہے جس میں کسی نبی کی پیدائش ثابت ہو۔ تو وہ دن کس قدر شرافت و کرامت والا ہوگا جس میں افضل النبیین و اشرف المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خاکدان عالم

میں جلوہ افروز ہوئے۔

یہ تعظیم بعینہ اسی دن کے لیے مخصوص نہیں بلکہ اس دن کے لیے خصوصاً اور اس کی نوع کے لیے عموماً ہے۔ جب جب وہ دن آئے گا قابل تعظیم ہوگا جیسا کہ یوم جمعہ کا حال ہے کہ اس روز کی نعمت کے شکر، خصائص نبوت کے اظہار، اور صحیفۂ دوام و تاریخ انسانیت میں اہم اصلاح والے عظیم تاریخی واقعات کو زندہ رکھنے کے لیے یہ تعظیم ہوا کرتی ہے۔ ٹھیک ایسے ہی جیسے ایک نبی کی جائے پیدائش کی تعظیم کا حکم جبریل امین علیہ السلام کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ بیت اللحم میں دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔ پھر آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے جانا کہ کہاں نماز پڑھی۔ ارشاد فرمایا نہیں تو جبریل امین نے عرض کیا! آپ نے "بیت لحم" میں نماز پڑھی جہاں حضرت عیسی کی ولادت ہوئی۔

(۱۲) میلاد شریف کو ساری دنیا کے علماء کرام اور عامہ مسلمین مستحسن سمجھتے ہیں اور ہر جگہ اس پر عمل ہو رہا ہے۔ تو حضرت ابن مسعود کی اس حدیث موقوف سے ماخوذ قاعدہ کے مطابق یہ شرعاً مطلوب ہے۔

ماراٰه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ومارآه المسلون قبيحا فهو عندالله قبيح (۱)

جس چیز کو مسلمان اچھی سمجھیں وہ خدا کے یہاں اچھی ہے اور جسے مسلمان بری سمجھیں وہ خدا کے یہاں بری ہے۔

(۱۳) میلاد شریف، نبی کریم ﷺ کی یاد، آپ کی مدح و تعظیم اور نیکی و صدقہ کی مجلس ہے اس لیے یہ مجلس سنت ہے کیونکہ یہ امور شرعاً مطلوب و ممدوح ہیں صحیح آثار و احادیث اس سلسلے میں وارد ہیں اور ان پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

(۱۴) رب تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وكلا نقص عليك من انباء الرسل مانثبت به فو ادك (۲)

اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل

(۱) اخرجہ احمد (۲) رکوع ۹ سورہ ہود پ ۱۲

ٹھہرائیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ مرسلین عظام علیہم السلام کے اخبار وواقعات بیان کرنے کی حکمت آپ کے قلب مبارک کو سکون و قرار بخشنا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور سے زیادہ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ آپ کے واقعات وحالات سے ہم اپنے دلوں کو قرار و تسکین پہنچائیں۔

(۱۵) یہ صحیح نہیں ہے کہ صدر اول میں جو چیز نہ ہو اور جسے اسلاف کرام نے نہ کیا ہو وہ بدعت سیۂ ہے جس کا کرنا حرام اور اس کی تردید واجب ہے۔

بلکہ واجب یہ ہے کہ ہر نئی چیز کو ادلۂ شرعیہ پر پیش کیا جائے۔ اگر وہ کسی مصلحت دینی پر مشتمل ہے تو واجب، حرام پر ہے تو حرام۔ مکروہ پر ہے تو مکروہ۔ مباح پر ہے تو مباح۔ یا مندوب پر ہے تو مندوب ہے۔ وللوسائل حکم المقاصد

پھر یہ کہ علماء کرام نے بدعت کو پانچ اقسام پر تقسیم کیا ہے:

واجب! جیسے اہل زیغ وضلال کا رد کرنا۔ اور علم نحو سیکھنا۔

مندوب! جیسے مدارس اور مسافر خانے قائم کرنا۔ میناروں (مئذنوں) پر اذان دینا اور ایسا نیک کام کرنا جو صدر اول میں نہ ہوا ہو۔

مکروہ! جیسے مساجد کو رنگ وروغن سے مزین کرنا۔ اور مصاحف کو آراستہ کرنا۔

مباح! جیسے چھلنی کا استعمال اور کھانے پینے کی چیزوں میں توسع اختیار کرنا۔

حرام! جو چیز سنت کی مخالفت کے لیے ایجاد کی گئی ہو۔ ادلۂ شرعیہ اسے شامل نہ ہوں اور کسی دینی وشرعی مصلحت پر مشتمل نہ ہو۔

(۱۶) ہر بدعت حرام نہیں اگر ایسا ہوتا تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جمع قرآن اور قراء صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کے بعد ضیاع کے خوف سے اسے مصاحف میں لکھنا بھی حرام ہوتا۔ اور نماز تراویح میں ایک امام کے پیچھے لوگوں کو جمع کرنا بھی حرام ہوتا جسے حضرت عمر نے سرانجام دیا۔ اور "نعمت البدعۃ ھذہ" فرمایا۔

اسی طرح تمام علوم نافعہ میں تصنیف وتالیف کا کام بھی حرام ہوتا۔ اور پھر ہم پر واجب ہوتا کہ کفار کے ساتھ تیر کمان سے ہی جنگ کریں خواہ وہ گولیوں، توپوں، ٹینکوں، ہوائی جہازوں، آبدوز کشتیوں، اور بحری بیڑوں کے ساتھ ہم سے جنگ کرتے رہیں۔

میناروں (مئذنوں) پر اذان دینی، مدارس، مسافر خانے اور شفاخانے بنانے، فلاحی امور انجام دینے یتیم خانے اور قید خانے تعمیر کرنے، بھی حرام ہوتے۔

اسی لیے علماء کرام رضی اللہ عنہم نے حدیث "کل بدعۃ ضلالۃ" کو بدعت سیۂ سے مقید کر دیا ہے اور اس قید کی صراحت اس سے ہوتی ہے کہ اکابر صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین نے بہت سارے ایسے کام ایجاد کیے جو زمانہ رسالتمآب ﷺ میں نہ تھے۔

آج خود ہم نے ایسے بے شمار مسائل پیدا کیے جنہیں اسلاف کرام نے نہیں کیا۔ جیسے نماز تراویح کے بعد نماز تہجد کے لیے آخر شب میں کسی ایک امام کے پیچھے لوگوں کا اجتماع کرنا اور اس میں قرآن ختم کرنا۔

اسی طرح ختم قرآن کی دعا پڑھنا، ستائیسویں شب کو نماز تہجد میں امام کا خطبہ دینا، اور مناوی کا صلوٰۃ القیام اثابکم اللہ کہنا، یہ سب نہ تو نبی کریم ﷺ نے کیا اور نہ ہی اسلاف میں سے کسی نے کیا تو کیا ہمارا یہ عمل بدعت ہے؟

(۱۷) حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما احدث و خالف کتاباً او سنۃ او اجماعاً او اثراً فھو البدعۃ الضالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئاً من ذلک فھو المحمود۔ الخ

جو نئی چیز کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے خلاف ہو وہ بدعت ضلالت ہے۔ اور جس نئی چیز میں خیر ہو اور وہ ان میں سے کسی کے خلاف نہ ہو وہ محمود ہے۔

امام عزالدین بن عبد السلام، امام نووی، اور ابن اثیر بھی اس تقسیم بدعت کے قائل ہیں جس کی طرف پہلے ہم نے اشارہ کیا۔

(۱۸) ہر چیز جو دلائل شرعیہ کے مطابق ہو اور اس کے احداث سے شریعت کی

مخالفت مقصود نہ ہو اور نہ کسی امر منکر پر مشتمل ہو وہ دین ہی سے ہے۔

اور تعصب پسند کا محض یہ کہنا کہ "اسے اسلاف نے نہیں کیا" کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ یہ تو عدم دلیل ہے۔ جیسا کہ علم اصول کی مشق و ممارست رکھنے والے پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ خود شارع علیہ السلام نے بدعت ہدیٰ کو سنت کا نام دیا ہے۔ اور اس کے کرنے والے کے لیے اجر کا وعدہ کیا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

من سن فی الاسلام سنۃً حسنۃً فعمل بھا بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بھا ولا ینقص من اجورھم شیی"

جو شخص اسلام میں کوئی "سنت حسنہ" (اچھا طریقہ) پیدا کرے اور پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا جائے تو اسے اس پر سب عمل کرنے والوں کے برابر اجر دیا جائے گا اور ان میں سے کسی کا اجر کم نہ کیا جائے گا۔

(۱۹) محفل میلاد اصلاً محمد مصطفیٰ ﷺ کی یاد تازہ کرنی ہے۔ اور ہمارے نزدیک اسلام میں یہ ایک امر مشروع ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اکثر اعمال حج، تاریخی یادگاروں اور پسندیدہ جگہوں کی یاد تازہ کرنے کا نام ہیں۔ سعی بین الصفا والمروہ، رمی جمار، قربانی منیٰ، یہ سب گزرے ہوئے واقعات ہیں۔ اور مسلمان عملاً اس کی تجدید کر کے ان کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں۔

مشروعیتِ میلاد کے گزشتہ اسباب و وجوہ صرف اسی میلاد کے لیے ہیں جو منکرات قبیحہ سے خالی ہوں۔

ہاں! جو میلاد امور منکرہ پر مشتمل ہو۔ مثلاً مرد و زن کا اختلاط، محرمات کا ارتکاب، اور حد شرع سے تجاوز جسے صاحب میلاد ﷺ ناپسند فرمائیں اس کی تحریم و ممانعت میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ یہ محرمات پر مشتمل ہے۔ لیکن یہ تحریم بالعارض ہے بالطبع اور بالذات نہیں، جیسا کہ غور و فکر کرنے والے پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔

میلاد النبی کے بارے میں شیخ ابن تیمیہ کی رائے

کہتے ہیں: بعض لوگوں کو میلاد کرنے پر ثواب دیا جائے گا۔ اسی طرح بعض لوگ میلاد عیسیٰ علیہ السلام میں نصاریٰ کے تقابل یا نبی کریم ﷺ کی تعظیم و محبت میں کچھ نئی باتیں کرتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اس محبت و محنت کا بدلہ دے گا۔ بدعتوں پر نہیں۔

پھر کہا: کچھ مشروع چیزوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بعض اعمال میں خیر اور بدعت وغیرہ، کے شامل ہونے سے اس میں شر بھی ہوتا ہے۔ تو وہ عمل دین سے روگردانی کے سبب شر ہو گا جیسے منافقوں اور فاسقوں کی حالت ہوتی ہے۔ عہد اخیر میں امت کے اکثر افراد اس میں مبتلا ہوئے۔ یہاں دو امور کو لازم سمجھنا چاہیے۔

اول: اپنے اور مطیعوں کے اندر ظاہراً و باطناً تمسک بالسنۃ کی حرص رکھو۔ نیکی اور بھلائی کو پہچانو اور برائی کو ناپسند سمجھو۔

ثانی: لوگوں کو حتی الامکان سنت کی دعوت دو۔ اور اگر کسی کو ایسا دیکھو کہ وہ ایک برائی کو چھوڑ کر اس سے بری چیز اختیار کرے گا تو ایسی صورت میں اس برائی کو چھوڑنے کی دعوت نہ دو کہ وہ اس کو چھوڑ کر اس سے بری چیز اختیار کر لے یا کوئی واجب یا مستحب چھوڑ دے کہ وہ اس سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

اور جب بدعت میں کسی طرح کی کوئی بھلائی ہو تو حتی الامکان اس کے بدلے میں کوئی خیر مشروع پیش کرو کیونکہ طبیعتیں کوئی دوسری چیز پائے بغیر پہلی چیز کو نہیں چھوڑتیں۔ اور کسی کو کوئی بھلائی نہیں چھوڑنی چاہیے تاوقتیکہ اس جیسی یا اس سے بہتر کوئی بھلائی نہ پالے۔

اس کے بعد کہا: بعض لوگ میلاد النبی کی تعظیم کرتے ہیں اور اسے موسم سرور و بہجت قرار دیتے ہیں۔ اس میں حسن نیت اور تعظیم رسول ﷺ کی وجہ سے ان کے لیے اجر عظیم ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ کچھ مسلمانوں کے لیے

وہ کام اچھا ہوتا ہے جو مومن مستقیم کے لیے برا سمجھا جاتا ہے۔

امام احمد سے کسی امیر کے بارے میں کہا گیا کہ اس نے ایک مصحف پر ایک ہزار دینار خرچ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا! جانے دو۔ یہ ان سب مصارف سے بہتر ہے جس میں اس نے سونا خرچ کیا او کما قال۔ جبکہ آپ کا مسلک ہے کہ مصاحف کی تزئین و آرائش مکروہ ہے۔

کچھ لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے کہ اس امیر نے تجدید کاغذ و کتابت میں یہ خرچ کیا۔ اور امام احمد کا یہ مقصود نہیں بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ کام میں مصلحت خیر بھی ہے اور فساد و ضرر بھی جس کی وجہ سے اسے مکروہ سمجھا گیا۔(۱)

میلاد کا مفہوم! میری نظر میں

میں سمجھتا ہوں کہ محفل میلادالنبی کی کوئی مخصوص کیفیت نہیں کہ صرف اسی کا التزام کیا جائے اور اسی کو لوگوں پر لازم قرار دیا جائے۔ بلکہ ہر کام جو لوگوں کو دعوت خیر دے، ہدایت پر جمع کرے، اور انہیں دینی و دنیوی منفعت کی راہ دکھلائے اس سے میلادالنبی کا مقصود پورا ہو جاتا ہے۔

مدائح سننے کے لیے بھی اگر ہم جمع ہوں جن میں ذکر و نعت حبیب (ﷺ) آپ کے جہاد فی سبیل اللہ اور فضائل و خصائل حمیدہ سنے اور سنائے جائیں......اور واقعات میلادالنبی نہ بھی پڑھیں جنہیں لوگ پسندیدہ اور رائج سمجھ کر عام طور پر پڑھتے ہیں (یہاں تک کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر میلادالنبی کی محفل نامکمل رہ جاتی ہے) ان مذکورہ چیزوں کے ساتھ خطیبوں اور واعظوں کے مواعظ و ارشادات اور قراء کی تلاوت قرآن حکیم بھی سنیں تو یہ سبھی میلادالنبی شریف میں داخل ہے۔ اور میلادالنبی کا مفہوم اس سے بھی پورا ہو جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے کسی کو اختلاف نہ ہو گا۔

(۱) اقتضاء الصراط المستقیم از شیخ ابن تیمیہ

قیام میلادُ النبی

محفل میلاد کے اندر دنیا میں حضور کی تشریف آوری کے بیان اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کے سلسلے میں بعض (مخالف) حضرات کا نہایت باطل اور بے بنیاد و خیال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عالم تو کجا، جاہل مسلمان جو میلاد شریف میں حاضر ہو کر قیام کرتا ہے اس کے نزدیک بھی اس کی کوئی اصل نہیں۔

ان کا فاسد خیال اور باطل الزام یہ ہے کہ لوگ اس اعتقاد کے ساتھ قیام کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خاص اس ذکر پیدائش کے لمحہ میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ بنفس نفیس اس محفل میں تشریف لاتے ہیں۔ اور بعض مخالفین مزید بدگمانی میں یہ سمجھتے ہیں کہ خوشبو اور اگر بتی وغیرہ آپ ہی کے لیے ہوتی ہے اور وسط محفل میں رکھا جانے والا پانی آپ کے پینے کے لیے ہوتا ہے۔

یہ خیالات اور بدگمانیاں کسی سمجھ دار مسلمان کے دل میں نہیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہم ان باتوں سے خدا کی بارگاہ میں اظہار برأت کرتے ہیں کیوں کہ ان کے اندر شان نبوی میں جرات و جسارت اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ اور آپ کے جسم مبارک پر ایسا حکم لگتا ہے جس کا اعتقاد کوئی عاقل نہیں رکھتا۔ مگر افترا پرداز ملحد (جو یہ باتیں اپنی طرف سے گڑھ کر مسلمانوں کے سر ڈالتا ہے) برزخی امور تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی جانتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بلند و بالا اور اکمل و اعلیٰ ہیں کہ آپ کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ قبر مبارک سے نکل کر فلاں وقت فلاں مجلس میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ محض افترا ہے اور اس میں ایسی جرات و بے ادبی اور برائی ہے جو کسی کینہ پرور دشمن یا عناد پرست جاہل ہی سے ظاہر ہو سکتی ہے۔

ہاں! ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپ کی شایان شان آپ کو مکمل برزخی زندگی حاصل ہے اور یہ بھی کہ آپ کی روح مبارکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکومت و ملکوت میں سیاح اور گردش کناں ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مجالس خیر اور محافل علم و نور میں حاضر ہو۔ آپ کے متبع مخلص مومنین کی روحوں کا بھی یہی حال ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بلغنی ان الروح مرسلة تذهب حيث شاء ت

مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ارواح المومنين فى برزخ من الارض تذهب حيث شاء ت(۱)

مومنین کی روحیں زمین کے ایک برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

جب اتنی بات کا علم ہو چکا تو اسے بھی جان لیجئے کہ قیام میلاد نہ واجب ہے نہ سنت، نہ ہی اس کا اعتقاد رکھنا درست ہے۔ یہ قیام تو بس ایک ایسا عمل ہے جس سے لوگ اپنی فرحت و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔

جب میلاد شریف میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت ہوئی اور آپ دنیا میں تشریف لائے تو سننے والا اس وقت اپنے دل میں یہ تصور کرتا ہے کہ اس حصول نعمت کی مسرت میں ساری کائنات جھوم رہی ہے تو وہ بھی جوش محبت میں اظہار فرحت کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

اس طرح یہ مسئلہ قیام عادی ہے دینی نہیں۔ یہ نہ عبادت ہے اور نہ ہی شریعت اور کوئی سنت بس لوگوں کی ایک عادت ہے اور رواج چل پڑا ہے۔ جسے بہت سے علماء کرام نے مستحسن سمجھا۔

میلادالنبی پر ایک کتاب کے مولف شیخ برزنجی نے خود یہ لکھا ہے۔

وقد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف ائمة ذو رواية و روية فطوبىٰ لمن

(۱) ص: ۱۴۴۔ کذا فی الروح لابن القیم

كان تعظيمه صلى الله عليه وسلم غاية مرامه و مرماه

آپ کے ذکر میلاد شریف کے وقت قیام کو روایت و درایت والے ائمہ کرام نے مستحسن جانا۔ بشارت ہے اس مسلمان کے لیے کہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم جس کے مطلوب و مقصود کی انتہا ہو۔

اور نظم میں انہوں نے ارشاد فرمایا:

وقد سن اهن العلم والفضل والتقىٰ

قياماً على الاقدام مع حسن امعان

اہل علم و فضل و تقویٰ نے دقت نظر اور حسن توجہ کے ساتھ قیام کا طریقہ جاری کیا۔

بتشخيص ذات المصطفى و هو حاضر

باى مقام فيه يذكر بل دان

ذات مصطفیٰ ﷺ کے تصور کے لیے جو حاضر بلکہ قریب ہیں جہاں بھی انہیں یاد کیا جائے۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ انہوں نے قد سن اهل العلم کہا ہے۔ سن النبی ﷺ یا سن الخلفاء الراشدون نہیں کہا۔ اور نہ ہی اسے سنۃ مطلقۃ کہا بلکہ و قدسن اهل العلم کہا اور اس کے بعد کہتے ہیں بتشخيص ذات المصطفى یعنی یہ قیام ذہن میں تصور ذات مصطفیٰ ﷺ کے لیے ہے اور یہ تصور ایک مطلوب و محمود چیز ہے بلکہ ہر سچے مسلمان کے ذہن میں ہر وقت یہ تصور رہنا چاہیے تاکہ آپ کی اتباع کو وہ کامل کر سکے اور اس کے اندر آپ کی محبت زیادہ اور اس کی ہر خواہش آپ کے لائے ہوئے احکام وارشاد کے تابع رہے۔

رسول عظیم ﷺ کی شخصیت کا جو تصور دلوں میں ابھرتا ہے اس کے اکرام و احترام میں لوگ قیام کرتے ہیں۔ اور اس ماحول اور مقام و مرتبہ کی عظمت و جلال کا ان کے اندر احساس ہوتا ہے۔

یہ ایک امر عادی ہے جیسا کہ گزرا اس لیے جو شخص قیام نہ کرے اس پر کچھ

نہیں اور نہ وہ شرعاً گنہگار ہوگا۔

ہاں! اس کے اس موقف اور طریقے سے بے ادبی و بدذوقی یا بے حسی کا پتہ چلتا ہے جیسے کوئی شخص بھی کسی رائج اور پسندیدہ کام کو چھوڑے تو اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا۔

استحسان قیام کے اسباب

سبب اول: قیام کا مقصد صاحب میلادالنبی ﷺ کی تعظیم ہے۔ اور تمام بلاد و امصار میں قیام کا عمل جاری ہے۔ شرق اور غرب کے علماء نے اسے مستحسن سمجھا ہے۔ اور جس چیز کو مسلمان مستحسن سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جسے بری سمجھیں وہ خدا کے یہاں بھی بری ہے۔ کما تقدم فی الحدیث

سبب دوم: اصحاب فضل و کمال کے لیے کھڑا ہونا مشروع اور سنت کے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔

حضرت امام نووی نے اس سلسلے میں ایک مستقل کتاب لکھی اور علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب مسمی بہ "رفع الملام عن القائل باستحسان القیام من اہل الفضل" میں امام نووی کی تائید کی۔ اور ابن الحاج جنہوں نے امام نووی کا رد کیا تھا ان کی تردید کی۔

سبب سوم: متفق علیہ حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ نے انصار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: قوموا السید کم

یہ قیام سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے لیے تھا۔ اس لیے نہیں کہ وہ مریض تھے ورنہ توموا الی مریضکم فرماتے الی سیدکم نہ فرماتے اور نہ ہی تمام انصار کو قیام کا حکم دیتے بلکہ صرف چند آدمیوں کو اٹھاتے (جو مریض کو اتارنے کے لیے کافی ہوں)

سبب چہارم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ اپنے یہاں آنے والے کی تالیف قلب اور اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ جیسا کہ اپنی

صاحبزادی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لیے کھڑے ہوا کرتے اور جب حضرت فاطمہ نے اسی طرز قیام سے حضور کی تعظیم کی تو حضور نے انہیں اس پر برقرار رکھا اور منع نہ فرمایا۔ اسی طرح انصار کو اپنے سردار کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ جس سے قیام کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔ اور سیادت و سرداری قیام تعظیمی کا سبب ہے تو آپ سب سے زیادہ اس تعظیم کے مستحق ہیں۔

سبب پنجم: کہا جاتا ہے کہ یہ سب تو نبی کریم ﷺ کی حیات اور آپ کی موجودگی میں تھا اور حالت میلاد میں وہ حاضر نہیں ہوتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ میلاد شریف پڑھنے والا آپ کی ذات شریفہ کا تصور کر کے آپ کو حاضر ہی سمجھتا ہے کہ اس سے پہلے زمانہ ولادت شریفہ میں وہ عالم نورانی سے عالم جسمانی میں تشریف لا رہے ہیں اور ذکر ولادت کرنے والے کے نزدیک حاضر ہیں۔ یہ تشریف آوری حضور ظلی کے ساتھ ہے جو آپ کے حضور اصلی سے قریب تر ہے۔

اس حاضر سمجھنے کی تائید تصور ذات نبوی اور روحانی حضور و موجودگی سے ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ اخلاق ربانی سے مزین ہیں۔ اور حدیث قدسی میں ہے:

انا جلیس من ذکرنی جو مجھے یاد کرے میں اس کا ہم نشین ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے:

انا مع من ذکرنی جو مجھے یاد کرے میں اس کے ساتھ ہوں۔

تو اپنے رب کی اقتدا اس کا اخلاق اختیار کرنے اور متخلق باخلاق اللہ ہونے کا مقتضی یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی روح مبارکہ کے ساتھ اپنے ہر یاد کرنے والے کے ساتھ موجود ہوں، چاہے جہاں بھی آپ کو یاد کیا جائے اور ذاکر کا اس امر حضور کو ذہن نشیں اور دل نشیں و جاگزیں رکھنا یقیناً آپ کی تعظیم میں اضافہ کا باعث ہوگا۔

الباب علیها الاعتماد و یعرفه فضلا و علما کل من له ادنی معرفة و صلة بالحدیث

اس امام نے میلاد شریف پر ایک کتاب مسمی بہ "المورد الھنی فی المولد السنی" تحریر فرمائی۔ کئی ایک حفاظ نے اپنی تالیفات میں اس کا ذکر کیا ہے۔
مثلاً ابن فہد وعلامہ سیوطی نے "تذکرۃ الحفاظ" کے اپنے حاشیوں پر لکھا ہے۔

(۳) حافظ محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد قاہری معروف بہ حافظ سخاوی متولد ۸۳۱ھ متوفی ۹۰۳ھ مدینہ منورہ۔

"وھو المورخ الکبیر والحافظ الشھیر ترجمه الامام الشوکانی فی البدر الطالع و قال ھو من الائمة الاکابر وقال ابن فھد لم ار فی الحفاظ ا لمتأخرین مثله۔ وھو له الید الطولیٰ فی المعرفة واسماء الرجال و احوال الرواة والجرح و التعدیل والیه یشار فی ذالك حتی قالم بعض العلماء لم یات بعد الحافظ الذھبی مثله سلك ھذا المسلك و بعده مات فن الحدیث وقال الشوکانی : ولولم یکن له من التصنیف الا "الضوء اللامع" کان اعظم دلیل علیٰ امامته"

"کشف الظنون" میں ہے کہ حافظ سخاوی نے میلاد النبی ﷺ پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

(۴) حافظ مجتہد امام ملا علی قاری بن سلطان بن محمد ہروی متوفی ۱۰۱۴ھ مؤلف شرح مشکوٰۃ وغیرہ۔

ترجمه الشوکانی فی "البدر الطالع" وقال : قال العصامی فی وصفه بالجامع للعلوم النقلیة والمتضلع من السنة النبویة احد جماھیر الاعلام و مشاھیر اولی الحفظ والافھام۔ثم قال لکنه امتحن بالاعتراض علی الائمة لا سیما الشافعی۔ الخ

تم تکلف الشوکانی وقام یدافع و ینافح عن ملا علی قاری بعد سوقه کلام

العصامی فقال اقول ھذا دلیل علیٰ علو منزلته فان المجتھد شانه ان یبین مایخالف الادلة الصحیحة و یعترضه سواءکان قائله عظیما او حقیراً تلك شکاة ظاھر عنك عارھا۔

یہ امام مجتہد و محدث جن کے حالات شوکانی نے بیان کیے جن کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ یہ مجتہد و محدث ہیں۔ انہوں نے میلاد رسول اللہ ﷺ پر ایک کتاب لکھی ہے جن کا نام مؤلف کشف الظنون نے "المورد الروی فی المولد النبوی" بتلایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے میں نے اس کتاب کی تحقیق کی اس پر حاشیہ لکھااور پہلی بار شائع کیا۔

(۵) حافظ امام عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر مؤلف تفسیر

قال الذھبی فی المختصر الامام المفتی انمحدث البارع ثقة متفنن محدث متقن الخ و ترجمه الشھاب احمد بن حجر العسقلانی فی الدرر الکامنة فی اعیان المأة الثامنه فی صفحة ۳۷٤ جاء منھا : انه اشتغل بالحدیث مطالعة فی متونه و رجاله وقال : واخذ عن ابن تیمیة ففتن بحبه و امتحن لسببه و کان کثیر الاستحضار حسن المفاکھة سارت تصانیفه فی البلاد فی حیاته وانتفع بھا الناس بعد وفاقه سنة ۷۷٤ھ

امام ابن کثیر نے میلاد النبی ﷺ پر ایک کتاب لکھی ہے جو حال ہی میں ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کی تحقیق کے ساتھ طبع ہوئی۔

(۶) حافظ وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد شیبانی یمنی زبیدی شافعی معروف بابن الدیبع (دیبع سوڈانی زبان میں سفید چیز کو کہتے ہیں۔اور یہ آپ کے جد اعلیٰ ابن یوسف کا لقب ہے) متولد محرم ۸۶۶ھ یوم جمعہ ۱۲ رجب ۹۴۴ھ

"و کان رحمه الله احد ائمة الزمان الیه انتهت مشیخة الحدیث حدث بالبخاری اکثر من ماة مرة و قرأه مرة فی ستة ایام"

آپ نے میلاد النبی ﷺ پر ایک کتاب لکھی جو بہت سارے ممالک میں مشہور ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے میں نے اس کی تحقیق کر کے اس پر حاشیہ لکھا اور اس کی احادیث کی تخریج کی۔ تم بحمد اللہ

وکتبه
محمد علوی المالکی الحسنی
عتیبیة۔ شارع عمر بن عبدالعزیز، مکه المکرمة

بحمدہ تبارک وتعالیٰ بعد نماز مغرب بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۴ر صفر ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۹ر نومبر ۱۹۸۲ء اس ترجمہ کا آغاز اور بروز جمعہ بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۷ر دسمبر ۱۹۸۲ء اس کا اختتام اور تکمیل ہوئی۔ فقط

اختر الاعظمی، ۱۷/۱۲/۸۲ء (ریاض سعودی عرب)

تصانیف مولانا یٰسین اختر مصباحی

موئے مبارک	10/=	دبستان رضا (امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں)	35/=
تین طلاق کا شرعی حکم	10/=	معارف کنز الایمان	15/=
سواد اعظم	10/=	امام احمد رضا کی محدثانہ عظمت	15/=
مسلم پرسنل لاء کا تحفظ	25/=	امام احمد رضا کی فقہی بصیرت	10/=
خصائص رسول	35/=	خاک حجاز	10/=
مسائل توسل وزیارت	25/=	جشن میلاد النبی	6/=
تین برگزیدہ شخصیتیں	20/=	شعائر اللہ کا احترام	10/=
اصلاح فکر واعتقاد	75/=	بابری مسجد	25/=
امام احمد رضا اور بدعات ومنکرات	75/=	قائدین تحریک آزادی	8/=
		گنبد خضراء	20/=